رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

P.E.G.D No. L. 52

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل

ربوہ

یوم چہارشنبہ

خطبہ نمبر ۱۹

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ

فی پرچہ ۱ر

جلد ۴۵/۱۰ | ۹ ہجرت ۱۳۳۵ ہش ۹ مئی ۱۹۵۶ء | نمبر ۱۰۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب مری سے اپنے خط محررہ ۶ مئی ۱۹۵۶ء میں اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کل تفسیر کا کام بھی کرایا۔ اور حسب معمول سیر کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ آج راولپنڈی سے بوجہ اتوار بہت سے دوست حضور اقدس کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ — رمضان المبارک میں ۲۹ تاریخ کو حضور اقدس ہمیشہ دعا کرایا کرتے ہیں۔ اس دفعہ بھی حضور اقدس ۱۱ ماہ حال کو جبکہ انتیسواں روزہ ہوگا بوقت ۵ بجے بعد نماز عصر اجتماعی دعا فرمائیں گے — عید کی نماز کے لئے ۹½ بجے صبح کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔ کیونکہ بعض دوست باہر سے بھی تشریف لائیں گے۔

احباب سے درخواست ہے کہ وہ حضور اقدس کی صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں

خطبہ جمعہ

دوستوں کو چاہیئے کہ وہ رمضان کے باقی ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں

تا اللہ تعالیٰ کا فضل ان پر نازل ہو اور وہ رمضان کی برکات سے پورا فائدہ اٹھا سکیں

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۴ مئی ۱۹۵۶ء — بمقام مری

(یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے ملاحظہ نہیں فرمایا۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

یہاں پہنچنے پر شاید بلندی کی وجہ سے یا سردی کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ پانی موافق نہیں آیا، میری طبیعت پہلے تین چار دن بہت خراب رہی۔ لیکن آج سے خدا تعالیٰ کے فضل سے افاقہ شروع ہوا ہے۔

یہ رمضان کے دن ہیں اور

رمضان کی فضیلت

جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بیان ہوئی ہے نہایت اہم ہے۔ قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں مومنوں کی دعائیں خاص طور پر قبول کی جاتی ہیں۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے دنوں کی فضیلت بہت کثرت سے بیان فرمائی ہے۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ اب جو تھوڑے سے دن باقی رہ گئے ہیں۔ ان میں وہ خاص طور پر دعائیں کریں۔ تا اللہ تعالیٰ کا فضل ان پر نازل ہو۔ اور وہ رمضان کی برکات سے پورا فائدہ اٹھا سکیں۔ روزوں کا اکثر حصہ تو گزر چکا ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے۔ وہ اس سے فائدہ بھی اٹھا چکے ہیں۔ لیکن جو تھوڑا سا حصہ باقی ہے۔ اس میں بھی روزوں اور دعاؤں کے ذریعہ سے انہیں

خدا تعالیٰ کا قرب

حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حضرت مسیح ناصریؑ سے ایک دفعہ لوگوں نے سوال کیا کہ ہم دیو کیوں نہیں نکال سکے۔ درحقیقت یہ ان کی ایک اصطلاح تھی وہ بیماریوں اور مختلف قسم کی خرابیوں کو دیو کہا کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح ناصریؑ کے پاس آکر کہا کرتے تھے۔ کہ یہ دیو نکال دیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ بیماریاں یا خاص قسم کی دماغی خرابیاں نکال دی جائیں۔ اسی قسم کے بعض بیمار تھے جن کا حضرت مسیح ناصریؑ نے علاج کیا۔ اور پھر اپنے حواریوں سے فرمایا۔ کہ یہ دیو روزوں اور دعاؤں کے بغیر نہیں نکلتے۔ یعنے

کمالات روحانیہ کا حصول

روزوں اور دعاؤں کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہی مسیح ناصری جنہوں نے یہ کہا تھا کہ بڑی بڑی بیماریاں روزوں اور دعاؤں کے بغیر نہیں جا سکتیں۔ انہی کی امت آج روزوں سے اتنی بے خبر ہے۔ اور وہ اتنا کھاتے ہیں کہ شاید ایشیائی ہفتہ بھر میں بھی اتنا نہیں کھاتے جتنا وہ ایک دن میں کھا جاتے ہیں۔ پس انہوں نے روزہ کیا رکھنا ہے۔ وہ تو روزوں کے قریب بھی نہیں جاتے۔ سال بھر میں صرف تین دن ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں وہ روزہ رکھتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کی طرح جیسے وہ روزہ میں صرف چولہے کی پکی ہوئی چیز نہیں کھاتے۔ مثلاً وہ پھلکا نہیں کھائیں گے لیکن دودھ دو دو سیر پی جائیں گے۔ عیسائی بھی صرف چند چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ باقی سب کچھ کھاتے رہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ روزے ہو گئے حالانکہ حضرت مسیحؑ یہودیوں میں سے تھے اور

یہودیوں میں روزہ

بڑا مکمل ہوتا ہے۔ اور پھر حضرت مسیحؑ خود مانتے ہیں۔ کہ کئی قسم کے دیو یعنے روحانی یا جسمانی بیماریاں ایسی ہیں جو روزہ رکھنے والے کی دعا سے دور ہوتی ہیں۔ اس کے بغیر نہیں ہوتیں۔ بہرحال یہ دن ایسے ہیں جن کی فضیلت کسی ایک مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ تمام مذاہب میں روزوں کی فضیلت تسلیم کی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔ یعنے اے مومنو تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزے رکھنے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح پہلی امتوں پر روزے رکھنے فرض کئے گئے تھے اس آیت سے پتہ لگتا ہے کہ جس طرح مسلمانوں پر روزے رکھنے فرض ہیں۔ اسی طرح عیسےٰؑ کی امت پر بھی فرض تھے۔ موسےٰؑ کی امت پر بھی فرض تھے۔ ابراہیمؑ کی امت پر بھی فرض تھے۔ اور نوحؑ کی امت پر بھی فرض تھے۔ اسی طرح اور انبیاء جو مختلف اوقات میں دنیا میں گزرے ہیں ان کی امتوں پر بھی فرض تھے۔ پس یہ ایک ایسا

روحانی ترقی کا ذریعہ

ہے۔ جو سب نبیوں میں مشترک طور پر نظر آتا ہے۔ اور تمام امتیں روزوں سے برکتیں حاصل کرتی رہی ہیں۔ لیکن اسلام کو دوسرے مذاہب پر یہ فضیلت حاصل ہے۔ کہ وہ تمام مذاہب کا جامع ہے یعنے پہلے تمام نبیوں کی خوبیاں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جمع ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر خوبیاں آپ میں پائی جاتی ہیں اور پہلے سارے مذاہب کی خوبیاں اسلام میں جمع ہیں

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۸ مئی ۱۹۵۶ء

ایک حدیث

ذیل کا ادارتی نوٹ صدق جدید لکھنؤ سے نقل کیا جاتا ہے:۔

"صحیحین کی ایک مشہور حدیث ہے۔ آپ نے بھی بارہا پڑھی یا سنی ہوگی۔

لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ تم میں سے کوئی مومن (بدرجۂ کمال) نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہ وہی نہ چاہے۔ جو خود اپنے لئے چاہتا ہے۔

لیکن انسان اپنے لئے کیا چاہتا ہے؟ کیا وہ چاہتا ہے۔ کہ دوسرے اس کے رازوں کے کھوج میں پڑے رہیں۔ اور انہیں افشا کرتے رہیں؟ کیا وہ چاہتا ہے کہ اس کی رسوائی اور فضیحت کے چرچے دوسروں کی زبان پر جاری رہیں۔ کیا وہ چاہتا ہے کہ دوسرے اس کے بخل کی تشہیر کرتے رہیں۔ کیا وہ پسند کرتا ہے۔ کہ اس کے فسق کی جانب اشارے کنائے دوسروں کی گفتگو میں آتے رہیں؟ کیا وہ گوارا کرتا ہے۔ کہ اس کی کمزوریاں، اس کی لغزشیں۔ اس کی کوتاہیاں طشت ازبام ہوتی رہیں؟ کیا اسے اچھا لگتا ہے کہ اس کی بیوی بچوں اور دوسرے پیاروں کے ذکر برائی کے ساتھ حقارت کے ساتھ دوسروں کی زبان پر آتے رہیں۔ اور جب ان میں سے کوئی سی بھی بات آپ اپنے لئے نہیں پسند کرتے۔ تو پھر یہ کیا ہے۔ کہ آپ اپنے ایمانی بھائیوں کے حق میں ان سے ذرا تکلف نہیں کرتے؟ اور اس کے باوجود یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ آپ کا شمار مومنین کاملین و صادقین کی صف اول میں ہوتا رہے گا؟

رسول مقبول کی جیتی بڑی سینکڑوں اور ہدایتوں کو چھوڑیئے۔ صرف اسی ایک چھوٹے سے حکم پر سارا آپ کا اگر عمل ہو جائے۔ تو آج معاشرہ کی کیسی کایا پلٹ ہو کر رہے۔ یہ آپس کا رشک اور تنافس یہ رنجشیں یہ غیبتیں، یہ جھوٹی گواہیاں۔ یہ بدخواہیاں یہ باہمی تہمتیں اور افترا پردازیاں۔ یہ پارٹی بندیاں ان میں سے کسی چیز کا بھی وجود باقی رہ جائے؟ کتنی کوفتوں سے کتنی الجھنوں سے۔ کتنی پریشانیوں سے خود بخود نجات مل جائے۔ ایک کا دل دوسرے کی طرف سے صاف ہو جائے۔ اور کتنا وقت اور کتنی قوت ضائع ہونے سے بچ جائے۔ محض عقیدۃً مان لینے کی نہیں تجربہ کرکے دیکھ لینے کی چیز ہے۔ اور یہ حالی تو اس عارضی فانی دنیا کا ہوا۔ باقی آخرت کی دائمی۔ لازوال غیر منقطع زندگی میں جو چین اور راحت نصیب رہے گی۔ اس کا تو پورا اندازہ بھی آج نہیں ہو سکتا۔" (صدق جدید)

ہمارے معاشرہ میں کم از کم نوے فی صد برائیاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس مختصر اور سادہ ہدایت کو نگاہ نہ رکھنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے مدیر صدق جدید کا یہ کہنا کہ اگر ہم اس چھوٹی سی ہدایت پر عمل پیرا ہو جائیں۔ تو ہم بہت سی الجھنوں۔ پریشانیوں اور کوفتوں سے بچ جائیں۔ اپنے اندر بہت بڑی صداقت رکھتا ہے۔

افسوس یہ ہے کہ آج صرف مسلمان ہی شاید ایسی قوم ہے۔ کہ جو زیادہ تر ایسی برائیوں میں مبتلا ہے۔ ورنہ یورپین اقوام جن کو ہم ملحد اور کافر کہتے ہیں۔ ایک بڑی حد تک ایسی برائیوں سے بچے ہوئے ہیں۔ اور ان کا معاشرہ ہم سے کئی گنا پاک و منزہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یورپین اقوام اگرچہ تقویٰ کے لئے ایسا نہیں کرتیں۔ مگر ان کو اپنے بھائیوں۔ رشتہ داروں۔ دوستوں اور ملنے والوں کے متعلق برا سوچنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی۔ اور انہوں نے اپنے اوقات کی تقسیم ہی ایسی کی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی توانائی اور اپنی عقل ان فضول باتوں میں ضائع نہیں کرتے۔ بلکہ ہر وقت کے لئے انہوں نے کوئی نہ کوئی شغل متعین کیا ہوتا ہے۔ خواہ کام ہو یا محض تفریح ہی کیوں نہ ہو۔ یہ اقوام حقیقت میں فعال ہیں۔ اور محض اپنے اشغال اور تقسیم کار کی وجہ سے ایسی فضول باتوں سے بچے رہتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ یہ اقوام کوئی فرشتے ہیں۔

لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ان کا معاشرہ مشرقی اقوام خاص کر اسلامی اقوام سے آج کے زمانہ میں بدرجہا بہتر ہے۔ گویا ہم تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہدایات کو پڑھتے اور سنتے ہیں۔ لیکن یہ اقوام تجربہ سے اس نتیجہ پر پہنچی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس ہدایت میں کیا راحت و آرام پنہاں ہے۔ اگرچہ انہوں نے کبھی اس ہدایت کو اس طرح سنا بھی نہیں۔

ہمارے موجودہ معاشرہ میں جو برائیاں ہیں۔ ان کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ ہمارے علمائے کرام علم تو حاصل کرتے ہیں۔ مگر ان باتوں کو اپنی عملی زندگی میں ڈھالنے اور ان لائنوں پر عوام کی تربیت کرنے میں کوئی وقت صرف نہیں کرتے۔ حالانکہ اسلام نے جو ہدایات دی ہیں۔ اگرچہ عقلی اور فطری طور پر بھی مثالی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ان پر عمل کرنے کے سہل طریقے بھی بتا دیئے ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں۔ اگر ہم پانچ وقت باجماعت نماز کی پابندی کریں تو ہم بڑی حد تک اپنے فرصت کے اوقات جو ایسی برائیوں کی اصل ہیں۔ اس طرح صرف کر سکتے ہیں۔ کہ ان برائیوں سے بھی بچے رہیں۔ اور تقویٰ میں ترقی کرنے کے علاوہ تفریح بھی خاصی ہو جائے۔

یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ انسان اس پر پوری طرح عمل نہیں کر سکتا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہماری زندگی زیادہ تر بیکار دلوں میں گذرتی ہے۔ ہم اپنے فرصت کے اوقات بجائے صحیح معنوں میں تفریح و آرام کے ایک دوسرے کے خلاف غیبتوں اور بری باتیں سوچنے میں صرف کر دیتے ہیں۔ اس سے پانچ وقتہ نماز کی حکمت بھی سمجھ میں آجاتی ہے۔ اگر ہم نماز اور وہ بھی باجماعت نماز کی پابندی کریں۔ اور محض دکھاوے کے لئے نہ پڑھیں۔ تو یقیناً پانچ وقتہ نماز سے جو ہمارے روزانہ اشغال کی تقسیم اوقات ہوتی ہے۔ اور ہمیں ہر چند گھنٹوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے اور اس سے گویا باتیں کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ وہ علاوہ دوسرے فوائد کے ایک فائدہ یہ بھی رکھتا ہے۔ کہ ہم اپنی فرصت کا وقت ایک مفید کام میں صرف کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی برائیاں کرنے یا دوسروں کا برا چاہنے سے بچتے ہیں۔ علاوہ ازیں تفریح مفت میں ہو جاتی ہے۔

اگر ہمارے علمائے کرام سیاسی اور دیگر ایسی باتوں کے بجائے عوام کی تعلیم و تربیت اسلامی اخلاق کی روشنی میں کرنے کی طرف راغب ہو جائیں۔ تو بہت تھوڑی مدت میں ہم اپنی قوم کا کردار بلند کر سکتے ہیں۔ اور انہیں فضولیات اور ان مضر رساں اشغال سے محفوظ کر سکتے ہیں۔

ہمیں نہایت شرم اور ندامت سے یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کہ یورپین اقوام میں جو بلندیٔ کردار پیدا ہوئی ہے۔ اس میں کلیسائی نظام کا بھی بڑا حصہ ہے۔ بہت سے پادری لوگ اپنے حلقۂ اثر میں عموماً ایک اچھا نمونہ پیش کرتے رہے ہیں۔ اور قربانیاں بھی کرتے رہے ہیں۔ ہم کہنے کو تو کہہ دیتے ہیں۔ کہ یورپ شرک و الحاد میں مبتلا ہے۔ لیکن صدیوں کی عیسائی پادریوں کی تعلیم و تربیت کا یہ اثر ہے۔ کہ یہ اقوام ایسی باتوں میں ہم سے محض عمل کی وجہ سے فوقیت لے گئی ہیں۔ اور ہم جن کے پاس ایسے سنہری ہدایات کے خزانے ہیں۔ علمائے کرام کی عقائدی بحثوں اور فقہ کی ہندی کی چندی نکالنے کی مستمرہ عادات کی وجہ سے کوئی قابل ذکر کردار نہیں بنا سکے۔

اسلامی احکام و مسائل کی صحیح صورت متعین کرنا واقعی نہایت ضروری ہے۔ لیکن اپنا تمام زور اسی کام میں لگا دینا اور قوم کی کرداری تربیت کو بالکل نظر انداز کئے رکھنا آخر ہمیں چاہِ ذلت میں گرانے کا باعث ہوا ہے۔ جس میں کہ آج مسلمان اقوام پڑی ہیں۔ آج مسلمانوں میں تمام وہ کرداری کوتاہیاں پائی جاتی ہیں۔ جن سے صدق جدید نے بتایا ہے کہ اس چھوٹی سی نصیحت پر عمل کرنے سے ہم بچ سکتے ہیں۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ ہم اپنا وقت اسی طرح ضائع کرتے ہیں۔ اور کتنی ہی کوفتیں۔ کتنی ہی الجھنیں اور کتنی ہی پریشانیاں ہیں۔ جو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کو نظر انداز کرنے سے اپنے لئے پیدا کی

درویشانِ قادیان

(شیخ) خورشید احمد (۱)

اللہ تعالیٰ کی معجز نمائی کا خاص نشان

درویشانِ قادیان اللہ تعالیٰ کی معجز نمائی کا ایک خاص نشان ہیں۔ ۱۹۴۷ء کے خونریز فسادات میں جبکہ اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا مشرقی پنجاب میں سب سے بڑا اور ناقابلِ عفو جرم سمجھا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان درویشوں کو یہ توفیق بخشی۔ کہ وہ بلاناغہ روزانہ پانچ وقت مساجد کی مساجد سے بآوازِ بلند خدائے واحد کا نام بلند کرتے رہے۔ اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت وحقانیت کا اعلان کرتے رہے۔ اس پُرآشوب زمانہ سے لے کر آج تک ایک دن بھی تو ایسا نہیں آیا جبکہ قادیان کی فضا میں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ کی بابرکت آواز نہ گونجی ہو۔ اور اس آسمانی آواز کو مشرقی پنجاب کی شرکت والحاد سے معمور سرزمین میں بلاناغہ بلند کرنے کی سعادت انہی درویشانِ قادیان کو حاصل ہے۔ جو دنیوی خواہشات اور امنگوں سے بے نیاز ہو کر اور مادی لذائذ اور تمناؤں سے یکسر منہ موڑ کر گزشتہ نو برس سے درِ حبیبؐ میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔

نقص اور کمزوری سے پاک ہونے کا تو کوئی انسان بھی دعوےٰ نہیں کرسکتا۔ لیکن بحیثیتِ مجموعی اگر دیکھا جائے۔ تو درویشانِ قادیان نے محض رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اطاعت زہد وعبادت جاں نثاری توکل علی اللہ اور قربانی وایثار کا اتنا بلند اور اعلےٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ جس پر ہر احمدی فخر کرسکتا ہے۔ اور جس کی مثال سوائے الٰہی جماعتوں کے اور کہیں نہیں مل سکتی

زندہ شہید

درویشانِ قادیان زندہ شہید کہلانے کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ۱۹۴۷ء کے وحشت وبربریت کے اس خونریز دور میں وہ شعائر اللہ کی عزت وحرمت کی حفاظت کی خاطر قادیان میں مقیم رہے۔ جبکہ وہاں رہنا صریحاً موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ درویشانِ قادیان نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس موت کو قبول کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم اور نصرت کے ساتھ اُن کو محفوظ ومامون رکھا۔ لیکن انہوں نے اپنی طرف سے اسلام اور احمدیت کی خاطر موت کو قبول کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

مالی قربانی کا شاندار مظاہرہ

درویشانِ قادیان میں اکثر ایسے ہیں۔ جو تقسیم ملک سے پہلے اپنی ملازمتوں تجارتوں اور کاروبار کے ذریعہ اپنی موجودہ آمدنی سے کئی گنا زیادہ کما رہے تھے۔ ان میں گریجوایٹ بھی ہیں۔ اور ڈاکٹر بھی عالمِ دین بھی ہیں۔ اور ہزاروں کا کاروبار کرنے والے کامیاب تاجر بھی۔ اور پھر ایسے صاحبِ جائداد بھی ہیں۔ جن کے مکانوں کا کرایہ ہی ان کی موجودہ آمد یا الاؤنس سے کئی گنا زیادہ تھا۔ یہ لوگ اگر درویشی کو بالفاظِ دیگر دیارِ حبیب کی خدمت وحفاظت کو دنیا پر ترجیح نہ دیتے۔ تو یقیناً آج بھی ہزاروں لاکھوں کما رہے ہوتے۔ اور اپنے اہل وعیال کے لئے زیادہ سے زیادہ آرام وراحت کے سامان پیدا کر رہے ہوتے۔ لیکن انہوں نے اپنے متواتر عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ فی الحقیقت مسیح موعودؑ کے درویش کہلانے کے مستحق ہیں۔ ان میں سے اکثر انتہائی تنگی سے گزارہ کرتے ہیں۔ اپنی رہائش خوراک اور دیگر ضروریات کو انہوں نے اتنا محدود اور سادہ بنالیا ہے۔ کہ جنہوں نے ان کی پہلی زندگی کا مشاہدہ کیا ہوا ہے۔ وہ اب انہیں دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ کہ روکھی سوکھی کھا کر اور دن بھر محنت کرکے وہ کس طرح زندہ رہ رہے ہیں۔

عزیز واقارب کی جدائی

درویشانِ قادیان نے محض دین کی خاطر اپنے اہل وعیال اور اپنے عزیز واقارب کی جدائی کو بھی غیر محدود عرصہ کے لئے بہ خندہ پیشانی برداشت کی۔ گویا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ کئی سال ہوا۔ کہ بعض حالات کچھ سازگار ہوئے۔ اور بہت سے درویشوں کے اہل وعیال متعلقہ حکومتوں کی منظوری سے ان کے پاس پہنچ گئے۔ مگر انہوں نے اپنی طرف سے محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان کی جدائی برداشت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور اب بھی بہت سے درویش ایسے ہیں۔ جو گزشتہ نو برس سے اپنے اہل وعیال سے جدائی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ایک طرف وہ ان تمام تکالیف کو گوارا کر رہے ہیں۔ جو اکیلے رہنے کی صورت میں جذباتی لحاظ سے بھی اور کھانے پینے رہنے سہنے کے اعتبار سے انسان برداشت ہوتی ہیں۔ اور دوسری طرف ان کے اہل وعیال کی قربانی بھی کچھ کم نہیں۔ کہ جو غیر معین عرصہ کے لئے اس جدائی کو اور اس کے نتیجہ میں طرح طرح کی مشکلات اور ابتلاؤں کو بانشراحِ صدر برداشت کر رہے ہیں۔ غرض عزیز واقارب کی جدائی برداشت کرنے کے لحاظ سے بھی درویشانِ قادیان اور ان کے اہل وعیال عظیم الشان قربانی کر رہے ہیں۔

ہمہ تن مصروفیت

جو احباب خود قادیان جا کر مشاہدہ نہیں کرچکے۔ وہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ ہمارے اکثر درویش بھائی اور بزرگ شعائر اللہ کی حفاظت ونگرانی اور دین کی خدمت سے متعلقہ امور میں کس طرح ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ جہاں تک صدر انجمن احمدیہ قادیان کی مختلف نظارتوں کا تعلق ہے۔ کام کی اہمیت اور وسعت کے لحاظ سے متناسب کارکن بہت کم ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک ایک کارکن کے سپرد (خواہ وہ افسر ہوں یا ماتحت) مختلف نوعیتوں کے کئی کئی کام ہیں جنہیں بیک وقت سرانجام دینا ہوتا ہے۔

پھر شعائر اللہ کی حفاظت صفائی اور نگرانی اور مکانات کی مرمت وتعمیر کا کام جو گزشتہ سال کی بارشوں کے بعد بہت بڑھ چکا ہے۔ ان کاموں پر متعین درویش وقت موسم اور صحت اور غذا سے بے نیاز ہو کر ہمہ تن کام میں مشغول رہتے ہیں۔ خواہ شدید سردی ہو یا چلچلاتی دھوپ شدید بارشیں ہوں یا تند وتیز آندھیاں وہ صبح سے شام تک اپنے کاموں اور مفوضہ فرائض کی سرانجام دہی میں مصروف

غیب وحضور

نہ منزلوں سے شناسا نہ جستجو کا شعور
بھٹک رہا ہوں ابھی تک میانِ غیب وحضور

یہ لُطفِ خاص ہے یا گردشیں زمانے کی
کہاں یہ صبحِ تذلّل کہاں وہ شامِ غرور

بلاکشانِ درِ میکدہ کہاں جائیں
نہ تابِ جلوۂ ساقی نہ اذنِ جامِ طہور

حدودِ رحمتِ یزداں سے جو گزر جائے
مجھے تو یاد نہیں ہے کوئی بھی ایسا قصور

فغانِ نیم شبی کا یہ فیض کیا کم ہے
کہ بزمِ عشق میں جلنے لگی ہے شمعِ سرور

نگاہِ ابنِ مسیحا کو دیکھنے والے
بتا رہے ہیں مبشّر رموزِ جلوۂ طور

[illegible]

ذوق و شوق مصروف و مشغول نظر آتے ہیں۔ اور ایسی ہمت و محنت کے ساتھ مصروف نظر آتے ہیں۔ کہ جس کا عشر عشیر بھی روپیہ کی خاطر کام کرنے والوں میں نظر نہیں آتا۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو۔ درویشوں کا سطح نظر بھی تو دنیا والوں سے بہت بلند اور ارفع ہے۔ دنیا والے روپیہ اور صرف روپیہ کی خاطر کام کرتے ہیں۔ مگر دار المسیح کے یہ درویش اپنے خالق و مالک کی خوشنودی اور رضا کی خاطر یہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔

ذکر الٰہی اور عبادت

جو خصوصیت درویشوں کو سب سے زیادہ نمایاں اور ممتاز کر دیتی ہے۔ وہ ذکر الٰہی اور زہد و عبادت کا وہ شغف اور ذوق و شوق ہے۔ جس کی وجہ سے دار المسیح کی مساجد گلی اور کوچے وہاں کے مکان اور میدان غرض وہاں کی ساری فضا اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت سے معمور رہتی ہے۔ اور اس ماحول میں داخل ہونے والی ہر سعید روح پر ایک وجد کی کیفیت طاری کر دیتی ہے۔ (باقی)

محکمہ ڈاک کی توجہ کیلئے

اخبار الفضل کے متعدد خریداروں کو یہ عام شکایت ہے۔ کہ انہیں پرچہ وقت پر نہیں ملتا۔ کئی کئی پرچے اکٹھے ملتے ہیں۔ اور کئی بالکل ہی غائب ہو جاتے ہیں اس سلسلہ میں محکمہ کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے۔ مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ حالانکہ اخبار الفضل ربوہ سے روزانہ باقاعدہ بھجوایا جاتا ہے۔

چنانچہ الفضل کے ایک خریدار چوہدری محمد شفیع صاحب احمدی نمبردار 102/R-B ڈاکخانہ خاص براستہ چک جھمرہ ضلع لائل پور نے تو اس سلسلہ میں کئی رجسٹریاں بھی ڈاکخانہ والوں کو ارسال کی ہیں۔ مگر ان کی شکایت دور نہیں ہوئی۔

جہاں یہ طریق ایک روزانہ اخبار کے مفاد کے خلاف ہے۔ وہاں خود محکمہ ڈاکخانہ کی بھی بدنامی کا بہت بڑا باعث ہے۔ ڈاکخانہ کے افسران بالا کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ وہ اس طرف توجہ دے کر اس خرابی کو دور فرماویں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

تصحیح

الفضل ۲۲ر اپریل ۱۹۵۶ء کے مضمون "رمضان المبارک اور تزکیہ نفس" کے کالم ۴ میں غلطی سے دو تین دفعہ [illegible] لکھا گیا ہے۔ اصل لفظ تقطّر ہے۔

احمدیت کے ذریعہ اسلام کی فتح کے واضح آثار

عیسائیت سے بیزاری اور اسلام کی طرف رجحان کے نظارے

(از مکرم محمد عبد الحق صاحب امرتسری گنج مغلپورہ)

اسلام اور عیسائیت کے مابین جو جنگ سالہا سال سے جاری ہے۔ اب اس کے فیصلے اور انجام کا وقت قریب آ رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ کے مہذب کہلانے والے باشندے اور افریقہ کے جنگلات کے رہنے والے اور سادہ دل و دماغ رکھنے والے سب میں ہی عیسائیت کی طرف سے ایک بیزاری اور اسلام کی طرف رجحان نظر آتا ہے۔ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت کے موقع پر فرمایا کہ "یورپ اور امریکہ کے نامور اخبار اور رسائل جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی مساعی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور امریکی رسالہ نے جو کروڑوں کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ احمدیہ جماعت نے افریقہ میں اسلام پھیلایا ہے" (الفضل یکم اپریل ۱۹۵۶ء)

ابھی تھوڑا عرصہ قبل یورپ اور امریکہ میں اسلام کو ایک وحشیانہ مذہب مانا جاتا تھا۔ اسلام کے خلاف غلط بیانیوں کا ایک طومار کھڑا کر کے لوگوں کو اس سے متنفر کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ لیکن آج اسی یورپ اور امریکہ میں احمدی مبلغین کی تبلیغی مساعی کی وجہ سے اسلام کو ایک عالمگیر مذہب قرار دیا جانے لگا ہے۔ اور اس امر کا اعتراف ہونے لگا ہے۔ کہ اگر اسلامی سلطنتیں صفحۂ ہستی سے نابود بھی ہو جائیں۔ تو اسلام اور مسلمان فنا نہیں ہو سکتے۔ آج خود مسیحیت کے بڑے بڑے فضلاء اور کلیسائے انگلستان کے رہنما مسیحی معتقدات کو غلطیوں اور توہمات کا مجموعہ۔ شرک و بت پرستی کا نچوڑ قرار دینے لگے ہیں۔

عیسائیت کی حالت عیسائی صاحبان کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کے لاٹ پادری نے جوہانسبرگ میں پادریوں کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے اپنی ناکامی اور نامرادی کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا۔ کہ

"مسیحی کلیسیا کو نہ صرف جنوبی افریقہ میں بلکہ ہر جگہ اسلام کے چیلنج کا مقابلہ کرنے میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس چیلنج کو کافی سنجیدگی کے ساتھ محسوس نہیں کر رہا ہے۔ کیپ ٹاؤن میں مسیحی کلیسیا کو کافروں اور مشرکوں کا اتنا شدید مقابلہ درپیش نہیں۔ جتنا کہ بڑھتی ہوئی اور جارحانہ اقدام کرتی ہوئی مسلم جمعیت کا مقابلہ درپیش ہے۔"

(نوائے پاکستان ۱۳ر دسمبر ۱۹۵۵ء)

اسی طرح جنوبی افریقہ کے ایک فاضل ڈاکٹر ڈیو پریز نے اعلان کیا کہ

(۲) "یونین اور اس کے ملحقہ علاقوں میں سفید لوگوں کا مذہب خطرہ میں مبتلا ہے۔ لکھوکھا سیاہ رنگ کے لوگ ہیں۔ جن میں اسلام سرعت کے ساتھ پھیلتا جا رہا ہے۔ اور ہم ذات پات تفریقات میں اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اور تو اور ہمارا کلیسیا بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ کہ اس کی اصلاح اور اتحاد کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔"

(۳) "بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہیں۔ کہ کس قدر مسیحی مرد اور عورتیں اسلام میں داخل ہوتے جا رہے ہیں۔ کام کرنے والوں نے ایک ہفتہ میں چھ ایسی عورتوں کا پتہ لگایا۔ جن کے متعلق علم نہ تھا۔ کہ وہ اسلام میں چلی گئی ہیں۔ اور کوئی ہفتہ نہیں گذرتا۔ کہ دوسری اسی قسم کی عورتوں کا پتہ نہ چلتا ہو"

(۴) "دو آدمی حال میں مسلمان ہونے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ حالانکہ وہ کنفرم ہو چکے ہیں۔ اور بظاہر بہت اچھے کلیسائی ہیں۔ ایک خادم کی بہن جو کلیسائی خاندان کی ممبر ہیں۔ حال میں مسلمان ہو گئی ہیں۔"

اسلام کی طرف عیسائیوں کے عام رجحان کا ذکر کرتے ہوئے عیسائی اخبار "پلچھٹ" لکھتا ہے:۔

"ایک مسلمان اسلام کے لئے اس سے بڑھ کر پختہ کیوں ہے۔ جس قدر ایک مسیحی کے اندر مسیح کے لئے پختگی اور اخلاص پایا جاتا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ زنگدار اقوام میں مسیحیت کی تعلیم ناکافی ہے۔ زنگدار عیسائیوں کی تبدیلی مذہب کی ایک اور وجہ یہ احساس بھی ہے۔ کہ سفید رنگ مسیحی زیادہ تر مسلمانوں کی کلیسیا میں جمع کرنے سے لاپرواہ ہیں اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہر مذہب اپنی جگہ اچھا ہے"

لیکن ان دونوں وجوہ کی تردید مسٹر ایم۔ اے گابٹ نامی ایک مسیحی نے کی۔ اور لکھا:۔

"اس ملک میں اسلام کا سب سے زبردست مبلغ وہ تفاوت ہے۔ جو یورپین کلیساؤں میں پایا جاتا ہے۔"

"کیا احمدیت کی صداقت کا اس سے بڑھ کر کونسا اور نشان درکار ہے۔ کہ اسلام اور عیسائیت کی اس عظیم الشان جنگ میں کسر صلیب کرنے والا آج سوائے احمدیت کے اور کون ہے؟ اور کس کے ہاتھ سے آج اسلام دنیا پر غالب آ رہا ہے۔ اس کے متعلق صرف ایک شہادت ملاحظہ فرماویں۔

"ابتدا سے صلیب اور ہلال کے درمیان آویزش چلی آتی ہے۔ عیسائی دنیا نہ صرف اپنی تلوار کو مسلمانوں کے برخلاف آزادانہ طور پر استعمال کرتی چلی آئی ہے۔ بلکہ اس نے اپنی زبان اور قلم سے بھی اسلام اور اس کے شیدائیوں کو بدنام کرنے کی ہر ممکن سعی کی ہے۔ جن لوگوں کو قرون وسطیٰ کی عیسائی دنیا کے لٹریچر پر ذرا بھی عبور حاصل ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ دنیا کا کوئی کذب اور کوئی بہتان نہیں۔ جو عیسائی مصنفین نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی ذات اقدس سے منسوب نہیں کیا۔

اس میں شک نہیں جماعت احمدیہ نے عیسائی مبلغین کے کذب و بہتان کے تار و پود کو بکھیرنے میں جو سعی بلیغ کی ہے۔ وہ لائق صد تحسین ہے۔ اس جماعت کے لٹریچر کی وجہ سے نہ صرف اسلام کے چہرے سے کذب و افتراء کے بادل چھٹ گئے۔ بلکہ اس کی تجلی مغرب کے ظلمتکدوں کو بھی منور کرنے لگی ہے۔" (از سید عبد القادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور)

دردمندانہ درخواست دعا

صحابہ کرام۔ درویشان قادیان اور تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے ہمارے گناہوں کو معاف فرماتے ہوئے ہمیں دینی اور دنیاوی مشکلات اور تکالیف سے بکلی نجات اور مخلصی عطا فرمائے۔ خاکسار اور خاکسار کے بیوی بچوں اور بچیوں کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ امید ہے احباب کرام ان مبارک ایام میں ہمیں اپنی دعاؤں کے ذریعہ مستفید فرمائیں گے۔

آپ کا دعاگو صاحبزادہ محمد طیب لطیف (ابن حضرت سید عبد اللطیف شہید مرحوم) ربوہ حال سیالکوٹ

حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری رضی اللہ عنہ

از مکرم یحییٰ فضلی صاحب ربوہ

۲۷ اپریل ۱۹۵۹ء بروز جمعۃ المبارک چار بجے شام جب کہ مسجد مبارک میں قرآن کریم کا درس ختم ہو رہا تھا۔ عین اس وقت احمدیت کا ایک روشن ستارہ، حضرت مسیح موعودؑ کا ایک قدیم فدائی اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا چہیتا شاگرد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پیارا خادم اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا۔ جس کسی نے سنا کہ حضرت مولوی صاحب دار فانی سے کوچ کر گئے۔ وہ دل مسوس کر رہ گیا۔ یہ صحیح ہے کہ ایک لمبی زندگی اس خارزار میں گزارنے کے بعد ان کا بھی حق تھا کہ اب اپنے قدیم ساتھیوں کی مجلس میں پہنچیں۔ مگر ہمیں بھی تو ابھی آپ کی بہت ضرورت تھی۔ اب اس زمانہ کی نشانی چند ایک بزرگ ہی رہ گئے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کی عمروں میں برکت دے آمین۔

حضرت مولوی صاحب بہت خاموش طبیعت انسان تھے۔ انہوں نے تمام عمر تقریباً گمنامی میں احمدیت کی خدمت کی۔ آپ چھوڑیاں کلاں تحصیل سرہند ضلع بسی ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ والدہ بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھیں صرف ایک بڑا بھائی تھا (جو عرصہ ہوا فوت ہو چکا ہے) والد صاحب کا ذکر کرتے وقت خاص طور پر فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے مجھ پر ایک بہت بڑا احسان یہ کیا کہ ایک مولوی رکھ کر مجھے قرآن کریم پڑھا دیا۔ ان مولوی صاحب کو زمین کا ایک ٹکڑا معاوضہ میں دیا فرمایا کرتے کہ والد صاحب کی وفات پر میں وہاں سے لدھیانہ چلا گیا۔ جہاں تین عبدالعزیز نامی اہل حدیث مولویوں نے ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ ان تینوں کا نام عبدالعزیز ہونے کی وجہ سے لوگ ان کے مدرسہ کو تثلیثی مدرسہ کہتے تھے۔ اس مدرسہ میں پڑھتے رہے۔ جہاں سے امرتسر جانے کا اتفاق ہوا۔ اور پھر قادیان پہنچ گئے۔ آپ نے کچھ عرصہ دہلی میں طب کی تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے آپ کو انعام میں تمغہ بھی ملا۔ قادیان میں اس وقت تک بہت کم آدمی تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت کے احمدیوں کو گِنا جائے۔ تو میرا نمبر اسی۔ نوے کے لگ بھگ ہے۔ وہیں لنگر خانہ میں دوسرے درویشوں کے ساتھ رہتے۔ اور حضرت مولوی نورالدین رضؓ صاحب سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد لنگر خانہ میں رہنے والے درویشوں کے متعلق ایک تجویز ہوئی کہ بعض لوگ بار بنے ہوئے ہیں ان کا کھانا بند کر دیا جائے۔ چنانچہ غالباً مولوی صاحب کا کھانا بھی بند کر دیا گیا۔ جس پر حضرت مولوی نورالدین رضؓ صاحب نے انہیں فرمایا کہ آپ بھوپال تشریف لے جائیں۔ اور وہاں سے میرے لئے کتابیں نقل کر لائیں۔ مولوی صاحب سیدھے بھوپال پہنچے اور لائبریری سے کتابیں نقل کرنے لگے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ابھی کتابیں زیادہ تعداد میں شائع نہیں ہوئی تھیں۔ بلکہ بعض کے تو قلمی نسخے ہی تھے۔ وہاں رہنے کے دوران انہوں نے کام تو حضرت مولوی نورالدین رضؓ صاحب کا کیا۔ مگر ان سے کوئی معاوضہ طلب نہ کیا ایک مسجد میں بخاری شریف کا درس ہوتا تھا۔ آپ اس میں شامل ہو گئے۔ اس درس میں جو لوگ شامل ہوتے تھے ان کو وظیفہ ملا کرتا تھا۔ چنانچہ مولوی صاحب کا وظیفہ جاری ہو گیا۔ مگر یہ رقم بہت معمولی تھی۔ خدا تعالےٰ نے کھانے کا انتظام بھی کر دیا۔ ہوا یوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے ایک استاد کا غالباً پوتا وہاں رہتا تھا۔ اس نے مولوی صاحب کو کہا کہ کھانا آپ ہمارے ہاں کھایا کریں۔

بھوپال کے قیام کے دوران ہی انہوں نے مکرم مولوی فضل الدین صاحب وکیل کو احمدیت سے روشناس کرایا۔ یہ اس دور اپنے استاد کے بھوپال اٹھ آئے تھے ان کا آپس میں میل جول بڑھا۔ مولوی غلام نبی صاحب جو کتب نقل کرتے ہفتہ کے بعد مولوی فضل الدین صاحب ساتھ بیٹھ کر مقابلہ کرا دیا کرتے تھے۔ اس دوران معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو مولوی فضل الدین صاحب کے متعلق لکھا۔ جس پر انہوں نے انہیں قادیان آنے کی دعوت دی۔

مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ وہاں کے کتب خانہ سے بھی بعض کتب نہ مل سکیں۔ تو معلوم ہوا کہ مصر میں مل سکیں گی۔ چنانچہ میں نے مصر کی تیاری کر لی۔ کراچی پہنچا چند ایک روپے پاس تھے۔ ایک کمبل تھا اسے فروخت کیا اور کرایہ بنا کر بصرہ جا پہنچا۔ بصرہ سے آگے مصر تک پیدل تشریف لے گئے۔ اگر کوئی قافلہ مل جاتا تو اس کے ساتھ شامل ہو جاتے اور اگر اور کوئی ساتھی نہ ہوتا تو اکیلے روانہ ہو جاتے۔ آخر مصر پہنچے فرمایا کرتے کہ میں نے بھوپال سے چلتے وقت بھی حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کو کوئی اطلاع نہ دی تھی۔ اب مصر پہنچ کر لکھا کہ میں مصر پہنچ گیا ہوں اور کتابیں نقل کر رہا ہوں۔ وہاں کی لائبریری میں وہ کتب تھیں۔ نقل کرنے کا طریق یہ تھا۔ کہ لائبریری میں سیاہی ساتھ لے جانے کی اجازت نہ تھی اسلئے پنسل لے جاتے اور نقل کرتے۔ گھر پہنچ کر اس کو سیاہی سے لکھتے۔

اس کے علاوہ ازہر کے درس میں بھی شریک ہوتے۔ اور باقی وقت گذر اوقات کے لئے کچھ پھیری بھی کرتے۔ فرمایا کرتے کہ مصر میں کھجوروں کی گٹھلیاں بک جاتی ہیں۔ لوگ اپنی بکریوں کو کھلاتے ہیں۔ جس کے باعث وہ دودھ زیادہ دیتی ہیں۔ یہ گٹھلیاں اکٹھی کر کے لے جاتے۔ جس کے بدلہ تازہ کھجوریں مل جاتیں۔ بس یہ ان کی خوراک تھی۔

آپ نے وہاں احمدیت کی تبلیغ بھی کی۔ چند ایک مناظرے کئے ایک کتاب بھی شائع کی۔ جس میں اہل مصر کو امام وقت کی آمد کی خوشخبری دی۔

مصری تہذیب و تمدن اور عربی کو اس حد تک اپنایا تھا کہ ایک عرب قاضی نے انہیں ایک بار کہا " تم دراصل مصری ہو۔ مگر نامعلوم تم سے کیا قصور ہوا۔ جس کے باعث تم چھپاتے ہو اور کہتے ہو میں ہندی ہوں " بعض مصری عادات تو اس حد تک راسخ ہو چکی تھیں۔ کہ آخری عمر تک نہ گئیں۔ مثلاً آپ مصری رسم الخط کو نہ چھوڑ سکے۔

مصر سے واپسی پر مکہ معظمہ سے ہو کر آ گئے۔ اب قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے استاد مقرر ہوئے۔ ساتھ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے مطب میں کام بھی کرتے تھے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کو عربی دینی ادارہ قائم کرنے کی تحریک ہوئی۔ تو پہلے پہل ہائی سکول کے ساتھ ہی ایک عربی کلاس کھولی گئی اور اس کے سب سے پہلے استاد حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری ہی تھے بعد میں جوں جوں طالب علم زیادہ ہوتے گئے کلاسیں زیادہ ہو گئیں اور بالآخر مدرسہ احمدیہ باقاعدہ طور پر ادارہ بن گیا ایک لمبے عرصہ تک حضرت مولوی صاحب مدرسہ احمدیہ میں پڑھاتے رہے

آپ نے مدرسہ احمدیہ میں ملازمت کے دوران میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا عربی میں ترجمہ شروع کیا۔ چنانچہ براہین احمدیہ (چاروں حصے) فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام (حصہ اول) وغیرہ کل آٹھ جلدوں کا ترجمہ کیا۔ اس دوران میں نے جب بھی انہیں دیکھا ان کے ہاتھ میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب، چند سفید ورق اور قلم دوات ہوتے چلتے پھرتے بھی ترجمہ کرتے رہتے۔ دنیا جہان سے بے نیاز ہو کر اپنے کام میں مصروف رہتے اپنا تمام وقت اس کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اور اگر آنکھیں اجازت دیتیں تو یقیناً حضرت مولوی صاحب ان آٹھ کتب پر اکتفا نہ کرتے۔ آئندہ اہل زبان میں سے کسی کو ترجمہ کرنے کی توفیق ہو گی تو حضرت مولوی صاحب کے تراجم ان کے کام کو آسان کر دیں گے۔

آپ نے دو شادیاں کیں مگر اولاد نہ ہوئی پہلی شادی منشی حبیب احمد صاحب کی صاحبزادی سکینہ بیگم صاحبہ سے ہوئی دوسری ہماری خالہ بیگم جی سے ہوئی۔ پہلی شادی کا بھی عجیب واقعہ ہے۔ شیخ فضل احمد صاحب کی روایت ہے کہ حضرت خلیفہ اولؓ کے پاس ہماری موجودگی میں منشی حبیب احمد صاحب تشریف لائے۔ اور عرض کی۔ حضور میری دو بیٹیاں ہیں۔ میں چاہتا ہوں ان کی ایسی جگہ شادی ہو کہ دو بھائی ایک گھر میں ہوں تا کہ دونوں بیٹیاں اکٹھی رہ سکیں۔ حضرت مولوی صاحب نے حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری اور مولوی غلام محمد صاحب (جو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے کمپوڈر تھے) کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا " یہ دو تو میرے بیٹے ہیں۔ ان سے شادی کر دیں "۔ چنانچہ سکینہ بیگم صاحبہ کی حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری سے اور میمونہ بیگم صاحبہ کی (جو استانی میمونہ کے نام سے مشہور ہیں اور آجکل نصرت گرلز کالج میں پروفیسر ہیں) مولوی غلام محمد صاحب سے شادی ہو گئی۔

سکینہ بیگم صاحبہ کی وفات پر ہماری خالہ سے ان کی شادی ہوئی۔ ہماری خالہ نے جس محبت، جانفشانی اور تندہی سے حضرت مولوی کی خدمت کی کوئی بیوی اس سے بڑھ کر اپنے خاوند کی کیا خدمت کرے گی۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ وہ بھی آجکل بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔ اور تادیر ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ آپ سے بہت الفت رکھتے تھے۔ مطب میں ہوتے تو حضرت مولوی غلام نبی صاحب بھی ساتھ ہوتے۔ لائبریری میں ہوتے تو یہ ہونہار شاگرد وہاں بھی ساتھ رہتا۔ شیخ فضل احمد صاحب کی روایت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے ایک بار حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری اور مولوی محمد صاحب کے متعلق فرمایا۔ " یہ ہم ان کی محبت اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے "۔ جب تک حضرت خلیفہ اول زندہ رہے۔ آپ کا ہاتھ مطب میں بٹاتے رہے۔ مگر ان کی وفات کے بعد طب سے رشتہ ہی توڑ لیا۔ اور کتابوں اور ذکر الٰہی میں فنا ہو گئے

آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ اس وقت سلسلہ کے اکثر مبلغوں اور ممتاز علماء کو حضرت مولوی صاحب کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ آپ کے شاگردوں کا کہنا ہے کہ ان سے زیادہ محبت کرنے والا اور فرض شناس استاد مشکل سے ملے گا۔ (باقی)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے۔ اور تزکیہ نفس کرتی ہے

عید فنڈ

اس چندہ کے متعلق عام طور پر کچھ غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کی آمدنہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ حالانکہ صحیح طور پر اس کے مقاصد سمجھنے سے یہی سلسلہ کا بار اتارنے کے لئے ایک مؤثر ذریعہ بن سکتی ہے۔

یہ چندہ حضرت مسیح موعود و خلیفۃ الاسلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے اور اس وقت عملی طور پر اس کی شرح ہر کمانے والے کے لئے ایک روپیہ فی کس رائج ہوگئی تھی۔ اس وقت ایک روپیہ کی کچھ قیمت ہوتی تھی۔ ایک روپیہ سے من بھر اناج یا سیر بھر گھی خریدا جاسکتا تھا۔ اب روپیہ کی قیمت میں بہت کمی آگئی ہے۔ لیکن دوستوں کے ذہن میں ابھی اس کی پرانی شرح ایک روپیہ فی کس ہے۔ حالانکہ آمدنیاں کئی گنا بڑھ چکی ہیں۔ لیکن اس شرح پر بھی پچھلے سالوں میں بہت کم دوست ادائیگی کرتے رہے ہیں۔ زیادہ تر دوست یا تو کچھ آنے دیتے ہیں یا سرے سے کچھ بھی نہیں۔

جہاں تک خاکسار نے اس چندہ کے متعلق غور کیا ہے اس کی غرض یہ تھی کہ عید کی خوشی میں اسلام کو بھی شامل کرلیا جائے۔ کیونکہ اس زمانہ میں تمام روئے زمین پر کوئی ہستی اتنی محتاج نہیں جتنا دین اسلام بے کس اور محتاج ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ احمدی احباب نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں اس عہد کو نبھانے کی توفیق مل رہی ہے۔ لیکن مومن کو ثواب کا کوئی موقع ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

پس عید کی خوشی میں دوست جتنا مال خرچ کرتے ہیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ اس مال کا کم از کم نصف حصہ دین کے استحکام اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے دائمی راحت اور آرام کے حصول کے لئے عید فنڈ کی شکل میں سلسلہ کو ادا کر دیا جائے اور باقی نصف اپنی اور اپنی اولاد اور اپنے عزیزوں کی عارضی خوشنودی کے لئے عید منانے پر خرچ کیا جائے۔ اگر دوست اس بات کو سمجھ لیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہت جلد ابدی عید کے سامان ارزانی فرمائے گا۔

قرآن پاک میں سورہ بقرہ کے رکوع ۲۷ میں آتا ہے یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کذالک یبین اللہ لکم الآیات لعلکم تتفکرون ۝ فی الدنیا والآخرہ۔

ترجمہ:- جو لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کتنا خرچ کریں۔ کہہ دو پاکیزہ اور بہترین حصہ (یا تمام بچت) اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو۔ اس ورلی زندگی کے بارہ میں بھی اور دوسری زندگی کے بارہ میں بھی۔

اگر عفو کے ایک معنی یعنی پاکیزہ اور برگزیدہ مال نظر انداز بھی کر دیئے جائیں اور عید فنڈ کے متعلق غور کرنے کے لئے دوسرے معنی یعنی تمام بچت ہی پر انحصار کیا جائے تو اس آیت کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ انتہائی کفایت شعاری سے گذارہ کرو اور جتنا زیادہ سے زیادہ مال تم بچا سکو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ خوب سوچ بچار کر کے اندازہ لگاؤ کہ فوری ضروریات کے پورا کرنے کے لئے کم از کم کتنی رقم کی ضرورت ہوگی۔ اس سے زیادہ ان عارضی ضروریات پر خرچ نہ کرو۔ باقی تمام رقم قومی ضروریات کے لئے دیدو۔

بعض لوگ اس آیت کا ایک دوسرا مفہوم بھی سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی کوشش کرو۔ اور فضول خرچی کے لئے تمہاری انتہائی کوششوں کے باوجود بھی کچھ بچ رہے تو وہ خدا کی راہ میں دیدو۔ اور اگر تمہاری خرچ کرنے کی کوششیں پوری کامیابی حاصل کرلیں اور باقی کچھ نہ بچ سکے تو مجبوری ہے۔ چندہ مانگنے والوں سے معذرت کردو کہ صاحب اپنے ہی خرچ پورے نہیں ہوتے آپ کو کیا دیں۔

ہر فرد عقل سلیم رکھنے والا جان سکتا ہے کہ کونسا مفہوم درست ہے۔ کونسا مفہوم رحمٰن کی رحمت ہے۔ اور کونسا مفہوم شیطان کا فریب۔ کس عمل سے دین و دنیا کی بھلائی ہوسکتی ہے اور کس عمل سے دونوں جہان کی بربادی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں غور و فکر کے جو راستے کھولے ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ کونسا طریق عمل اختیار کر کے ہم ایک حد تک اپنی موجودہ ضروریات بھی پوری کرسکتے ہیں (الدنیا) اور ایک بڑی حد تک ہم آئندہ کے لئے اپنی قومی زندگی کے سامان بھی مہیا کر سکتے ہیں۔ (الآخرہ)

پس میں تمام احباب سے گذارش کرتا ہوں کہ اسی رمضان سے صحیح طریق کار اختیار کریں۔ پوری پوری کفایت سے کام لے کر چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور آئندہ عید کی خوشیوں میں اسلام کو ضرور شامل کریں اور اس عید کے لئے آپ جس قدر رقم خرچ کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں اس کا کم از کم نصف ضرور عید فنڈ میں ادا کریں۔

عہدہ داروں کو ابھی سے اپنے احباب کو عید فنڈ کے لئے تیار کرنا چاہیئے۔ امید ہے کہ اگر عید فنڈ کا صحیح مقصد احباب کرام کو ذہن نشین کرادیا جائے تو صاحب استطاعت احباب دس بیس۔ پچاس۔ سو روپیہ تک بخوشی ادا کر دیں گے۔ البتہ غیر مستطیع احباب سے جو کچھ وہ دیں قبول کر لیا جائے تو انشاء اللہ وصولی میں بہت آسانی ہوسکتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ فنڈ مرکزی ہے اس لئے اس کی رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ اس کا کوئی حصہ مقامی طور پر خرچ [illegible]

زندگی کا تضاد

(از سہ روزہ ایشیا لاہور ۵ اپریل ۵۶ء)

"چند روز ہوئے راقم الحروف کو لاہور کی ایک جامعہ مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرنے کا اتفاق ہوا۔ مؤذن لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ دور دور تک حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کا پیغام پہنچا رہا تھا ہر چند مسجد اس جگہ سے دور تھی جہاں روزہ افطار کیا گیا تھا مگر جب اذان کی آواز کان میں آجائے تو ضروری ہو جاتا ہے کہ مسجد ہی میں جاکر نماز ادا کی جائے۔

جب مسجد میں داخل ہوا تو امام نماز شروع کر چکا تھا اور بلند اور پرسوز آواز سے کہہ رہا تھا ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ راقم نے اس محراب کی طرف دیکھا جس کے نیچے استادہ ہو کر خدا پرست امام اپنے اللہ کے حضور اپنی طرف سے اور تمام نمازیوں کی طرف سے عرض کر رہا تھا کہ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں اور محراب کے پورے خم میں نہایت جلی الفاظ میں لکھا تھا۔

یا حضرت عبد القادر جیلانی المدد

بعض لوگ "وہابیوں" کو چڑانے کے لئے مسجدوں کے دروازوں پر لکھ دیا کرتے ہیں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ۔ لاہور کے ایک مشہور دیوبندی عالم دین کا ارشاد ہے کہ اگر اس کے مفہوم کو پیش نظر رکھا جائے تو مضائقہ نہیں (او کما قال) لیکن اس مسجد کے خوش عقیدہ لوگوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر اللہ کو بالکل حذف کر دیا ہے اور صاف لکھ دیا ہے کہ حضرت عبد القادر ہماری مدد کرو۔

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ
دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو

مسلمانوں کی زندگی کا یہی تضاد ہے جس نے ان کو نہ دنیا کا رکھا نہ دین کا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تو ان کی مدد نہیں سکتے اور اللہ کی مدد سے وہ خود بے نیاز ہو گئے ہیں ان کا امام اور خود وہ کھڑے ہو کر بظاہر اللہ سے بار بار عرض کرتے ہیں کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ مگر ان کی مسجدوں کی محرابوں کے طغرے یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ بات تو ہم صرف رسمی طور پر کہہ رہے ہیں۔ مدد تو ہم حضرت عبد القادر جیلانی سے مانگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ان کی فریاد کو کوئی نہیں پہنچتا نہ قادر مطلق اور نہ عبد القادر۔

شیخ عبد القادر حنبلی تھے اور حنبلیوں کے متعلق ہر شخص کو معلوم ہے کہ وہ توحید کے معاملے میں نہایت سخت گیر ہوتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اللہ اور رسول کی پروا نہیں کرتے اور مشرکانہ اعمال پر اصرار کرتے ہیں وہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی کیا پروا کرتے۔ انہوں نے خود شیخ کی پوجا شروع کر دی ہے۔"

درخواستہائے دعا

(۱) مرزا نذیر علی صاحب اکوٹنٹ جھنڈ بی کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں انہیں سخت تکلیف ہے۔ احباب سے ان کے لئے درخواست دعا ہے۔

عطاء اللہ قریشی ہیڈ کلرک دفتر جائداد ربوہ

(۲) میری ہمشیرہ عزیزہ امۃ الرشید نے امسال B-T کا امتحان دیا ہے۔ میری دیگر دو ہمشیرگان نے بھی ایف۔اے اور میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ ان سب کی نمایاں کامیابی کیلئے صحابہ کرام اور درویشان سے درخواست دعا ہے۔

ایم۔ اے چانو پسر عبد الرحیم صاحب درویش ڈپٹی کمشنر ڈین آفس حیدر آباد

(۳) میرے اباجان مرزا صالح علی صاحب جناح ہسپتال کراچی میں بغرض اپریشن پتھری گردہ داخل ہو گئے ہیں۔ چند دن تک ان کا اپریشن ہوگا۔ بزرگان سلسلہ و دیگر احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپریشن کی کامیابی اور صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

مرزا صادق علی کراچی

448

علاج بالخواب

ایک نیا طریق علاج جس کا نام ڈاکٹروں نے طویل "نیند" رکھا ہے۔ بہت سے ملکوں میں انقلاب انگیز سمجھا جا رہا ہے۔ اس طریق کے ماتحت مریض کو سونے پر مجبور کر دیا جاتا ہے اور نیند کے دوران میں ساری شکایتیں دور ہو جاتی ہیں۔ وہ بے خوابی ہو گھٹیا ہو یا دمہ ہو۔

ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ ابھی خواب کی معالجاتی قدر و قیمت تحقیقات کی محض ابتدا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں نیند اکسیر اعظم ثابت ہو۔

اس طریق علاج کے تحت مریض پر مصنوعی اور طویل نیند طاری کر دی جاتی ہے تاکہ اس کے جسم اور دماغ کا کام دھیما پڑ جائے اور اس کو خارجی ذریعوں کے مقابلہ میں داخلی ذریعوں سے صحت حاصل ہو جائے۔

انگلستان میں سینکڑوں ڈاکٹر مسلسل تخدیر کے ذریعہ نہ صرف عصبی بلکہ جسمانی عارضوں کا بھی علاج کر رہے ہیں۔ مریض کو سوڈیم دستقال یا سی اور دوا کے ذریعہ سلا دیا جاتا ہے اور اسے کئی کئی دن تک اور ضرورت ہو تو ہفتہ دو ہفتے تک غافل رکھا جاتا ہے۔

خواب کے دوران میں عصبی تناؤ دور ہو جاتا ہے اور وہ تھکن جو زیادہ کام کرنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے آرام کی مدد سے جاتی رہتی ہے۔

بل کاٹن انگلستان کا مشہور ریڈیو ماسٹر حد سے زیادہ محنت کی وجہ سے شل ہو کر رہ گیا تھا۔ اسے ایک ہفتہ تک محو خواب رکھا گیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو یہ محسوس کرنے لگا جیسے نہ صرف بالکل تندرست اور چست ہے بلکہ اس نے ایک نیا جنم لیا ہے۔

جرمنی میں جو نتائج اس طریقہ علاج سے نکلے ہیں وہ طبی نقطہ نظر سے بہت اہم ہیں اس ملک میں ماہرین علاج بالخواب قلب کے مریضوں کا خون کے دباؤ کا وجع مفاصل کا اور گردوں کے عارضوں کا علاج مسلسل نیند کے ذریعہ بہت کامیابی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ایک ماہر علم الاعصاب کا بیان ہے کہ ایک بوڑھا آدمی پرانے دمہ کے مرض میں مبتلا تھا۔ اسے ستر از گیارہ دن تک سلایا گیا اور [illegible]

نجات مل گئی۔

روس میں جہاں کئی سال سے علاج بالخواب کے تجربے کئے جا رہے ہیں ڈاکٹروں کا دعویٰ ہے کہ ہم نے مسلسل خواب کے ذریعے آنتوں اور معدہ کے ناسور کے علاج میں پوری کامیابی حاصل کی ہے۔ روس ہی سے یہ خبر بھی آئی ہے کہ وہاں ایک عجیب و غریب آلہ ایجاد کیا گیا ہے۔ جسے خواب کی مشین کہتے ہیں۔ دواؤں کے بجائے اس مشین کے ذریعہ مریض کو کافی عرصہ تک سلایا جا سکتا ہے۔ یہ مشین مریض کے دماغ پر ایک ہلکی سی کمزور برقی رو ڈالتی ہے۔ یہ رو کھوپڑی پر چھوٹی چھوٹی گدیاں رکھ کر ان میں سے گذاری جاتی ہے مریض آنکھوں کے اوپر ایک ہلکا سا دباؤ اور پپوٹوں کے اندر ایک معمولی سی چبھن محسوس کرتا ہے اور بس۔

خواب کی مشین لوگوں کو لمبے عرصہ تک سلائے رکھنے کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے اور بہت ممکن ہے کہ آگے چل کر علاج بالخواب کی بنیاد اسی پر قائم کی جائے۔ روس میں اس مشین کے ذریعے ان لوگوں کا علاج کامیابی کے ساتھ کیا گیا ہے جو دماغی امراض میں مبتلا تھے۔ طویل نیند ان کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔

مختلف ممالک کے ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ مستقبل قریب میں نیند کے متعلق بہت سے انکشافات کی توقع ہے۔ نیند ابھی تک ایک طبی چیستان بنی ہوئی ہے۔ ابھی تو نیند کے معالجاتی اثرات کے تجربات کی ابتدا ہے۔ خیال ہے کہ خود نیند کی ماہیت کے متعلق بھی اہم معلومات حاصل ہوں گی۔

سویڈن میں طویل نیند کی ایک دوسری تکنیک پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا جا رہا ہے ایک چھ سالہ لڑکی دنالی ارکن دسٹ موٹر کے حادثہ کا شکار ہو گئی تھی۔ اس کا علاج طویل نیند کے ذریعہ کیا گیا اور اس میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسی وقت سے سویڈن میں علاج بالخواب کے تجربات شروع ہو گئے ہیں۔

یہ تکنیک سب سے پہلے فرانس میں دوسری جنگ عظیم کے دوران میں شروع کی گئی تھی۔ اور نیند لانے کے لئے ایک دوا برنل [?] سے مدد لی گئی تھی۔

اسمبلی کے قواعد و ضوابط میں ترمیم

لاہور ۲۸ مئی گورنر مغربی پاکستان نے صوبائی اسمبلی کے مروجہ قواعد و ضوابط میں ضروری ترامیم کا فیصلہ کیا ہے جن پر فوراً عملدرآمد ہوگا ان ترامیم کے تحت اسمبلی کا اجلاس موسم گرما میں ہر روز ۸ بجے صبح اور ایک بجے اور جمعہ کے روز اڑھائی بجے شروع ہوگا اتوار اور دیگر مقررہ تعطیلات کے دوران اجلاس نہیں ہوگا تاہم گورنر کے تحریری حکم کے تحت اتوار اور دوسری چھٹیوں کے دوران بھی اجلاس بلایا جا سکے گا۔

اس سلسلہ میں جو سرکاری گزٹ شائع کیا گیا ہے اس میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ اجلاس شروع ہونے کے بعد اگر موسم گرما میں روزمرہ کام ایک بجے یا اس سے پہلے اور جمعہ کے روز بارہ بجے یا سردیوں میں ڈیڑھ بجے شام یا اس سے پہلے ختم ہو جائے تو اسمبلی کے سپیکر کو اختیار ہوگا کہ وہ ایوان سے پوچھے بغیر اجلاس کو اگلے روز پر ملتوی کر دے تاہم اگر اسمبلی کا اجلاس ملتوی ہونے کے وقت کوئی امر زیر بحث ہے۔ تو اس کے بارے میں بحث کرنے کی تحریک پیش کرنی ہوگی۔

وقفہ سوالات کے دوران نوٹس دینے پر ارکان اسمبلی کو مناسب وقفہ کے بعد کسی اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کی اجازت ہوگی۔

اوقات موسم گرما دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ سرگودہا

لاہور سرگودہا روٹ	۱ پہلی سروس	۲ دوسری سروس	۳ تیسری سروس	۴ چوتھی سروس	۵ پانچویں سروس	۶ چھٹی سروس	۷ ساتویں سروس	۸ آٹھویں سروس	۹ نویں سروس	۱۰ دسویں سروس
روانگی از سرگودہا	۳ ۱/۲	۴ ۱/۲	۵ ۱/۲	۶ ۱/۲	۷ ۱/۲	۸ ۳/۴	۱۰	۱۱ ۱/۲	۱۳	۱۴ ۱/۲
آمد لاہور	۸ ۱/۲	۹ ۱/۲	۱۰ ۱/۲	۱۱ ۱/۲	۱۲ ۱/۲	۱ ۳/۴	۱۵	۱۶ ۱/۲	۱۸	۱۹ ۱/۲
روانگی از لاہور	۳ ۱/۲	۵	۶ ۱/۲	۸	۹ ۱/۲	۱۰ ۱/۲	۱۲	۱۳ ۱/۲	۱۵	۱۶
آمد سرگودہا	۸ ۱/۲	۱۰	۱۱ ۱/۲	۱۳	۱۴ ۱/۲	۱۵ ۱/۲	۱۷	۱۸ ۱/۲	۲۰	۲۱

از سرگودہا تا گوجرانوالہ	
پہلی سروس	۵ ۳/۴
دوسری سروس	۱۰ ۱/۲
تیسری سروس	۱۵ ۱/۲

از گوجرانوالہ تا سرگودہا	
پہلی سروس	۵ ۳/۴
دوسری سروس	۱۰ ۱/۲
تیسری سروس	۱۵ ۱/۲

جنرل مینیجر

رمضان المبارک کا آخری عشرہ اور ہمارا فرض

از۔ مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر اعلیٰ ربوہ

احباب کو معلوم ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب جماعت کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیماری کا حملہ تو دور ہو چکا ہے۔ لیکن صحت ابھی تک پوری طرح بحال نہیں ہوئی ہے۔ پچھلے سال حضور ان دنوں علاج کی غرض سے یورپ میں قیام فرما تھے۔ آخری عشرہ کی دعاؤں کا منظر اللہ تعالیٰ نے حضور کو یورپ میں ہی دکھا دیا تھا۔ جماعت مسجد مبارک میں ادھر اپنے مولا کے حضور گڑگڑا رہی تھی۔ اور ادھر یہی منظر حضور کی نگاہوں کے سامنے یورپ میں آ گیا۔ اور پھر وہ دعائیں قبول ہوئیں اور حضور بیماری کے حملہ سے شفایاب ہو گئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا فرما چکے ہیں کہ حضور کی صحت کا مدار دوا سے بڑھ کر دعاؤں پر ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ آخری عشرہ کے مبارک ایام میں ہم اپنے محبوب آقا کی کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مبارک ایام میں اپنے بندوں کی دعاؤں کو خصوصیت سے سنتا ہے۔ اور وہ روزہ دار کے لئے روزہ کا خود اجر ہو جاتا ہے۔

پس احباب ان ایام میں ہر روزہ پورا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں کریں۔ اور اپنی دعاؤں کو حضور کی صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے وقف کر دیں۔ حضور کی صحت اور درازیٔ عمر میں ہی ہم سب کی دینی و دنیوی فلاح مضمر ہے۔ اب تو آخری عشرہ کے چند دن باقی ہیں۔ احباب ان دنوں میں زیادہ زور اور درد سے حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

شہر سیالکوٹ میں نماز عید الفطر

شہر سیالکوٹ میں نماز عید الفطر جامع مسجد احمدیہ المعروف مسجد کبوتراں والی میں بوقت ٹھیک ۱/۲ ۷ بجے صبح پڑھی جائے گی۔ احباب وقت کی پابندی کا خیال رکھیں۔ سیالکوٹ کے لئے فطرانہ کی شرح ۱۲/ پورا صاع اور نصف صاع ۶/ مقرر کی گئی ہے۔

قاسم الدین امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی کامیابی کیلئے دعا کی خاص تحریک

عزیزم ڈاکٹر عبد السلام صاحب ایم۔ اے پی ایچ ڈی پی۔ ایچ۔ ڈی کیمبرج یونیورسٹی دنیا کے چوٹی کے سائنس دانوں کے ساتھ ایٹم برائے امن کی اہم ترین ریسرچ میں مشغول ہیں۔ اس کام کی تکمیل دنیا کی قسمت کو بدلنے کا موجب ہو سکتی ہے انشاء اللہ۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ کریم یہ سرخروئی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے اس فرزند کو بخشے۔ نیز اس کی دینی ترقی کے لئے بھی دعا کریں۔ محمد حسین گورنمنٹ پنشنر جھنگ

احباب عزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں

درخواست دعا

مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر کا پوتا عزیز سلیم (ابن حمید اختر صاحب) ایک اونچی چھت سے گر گیا ہے۔ عزیز کو سخت چوٹیں آئی ہیں اور وہ میو ہسپتال لاہور میں ہے۔ (منیجر)

دار الرحمت ربوہ میں درس القرآن

مسجد محلہ دار الرحمت ربوہ (نزد منڈی) میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی روزانہ بعد نماز عصر درس قرآن کریم فرماتے ہیں۔ احباب اس آخری عشرہ میں حضرت مولانا کے درس القرآن سے مستفید ہوں۔

معذرت

کل مورخہ ۷ مئی ۱۹۵۶ء کو بجلی کی رو اچانک بند ہو جانے اور مشین کی خرابی کی وجہ سے ۸ مئی ۱۹۵۶ء کا الفضل شائع نہیں ہو سکا جس کے لئے ادارہ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات سے معذرت خواہ ہے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ محکمہ بجلی کو تحریری طور پر بار بار توجہ دلانے کے باوجود پہلے بغیر اطلاع اچانک بجلی بند ہوتی رہی ہے۔ جس کی وجہ سے اخبار کی طباعت میں سخت دقت پیش آتی ہے (مینیجر)

خطبہ جمعہ (بقیہ صفحہ اول)

بلکہ ان سے بھی بڑھ کر خوبیاں اسلام میں پائی جاتی ہیں اور پہلی ساری الہامی کتابوں کی اچھی تعلیمیں قرآن کریم میں جمع ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اچھی تعلیمیں قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں پس

مسلمانوں کا فرض ہے

کہ وہ ان ایام میں روزوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ یہ ان کا اپنا مال ہے اور باقی مذاہب نے ظلی طور پر اس تعلیم کو حاصل کیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے کہ خدا نے مجھے خاتم النبیین بنا دیا تھا۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ روحانی طور پر تمام انبیاء سے پہلے ہوئے ہیں۔ اس لئے پہلے نبیوں کو جو بھی اچھی تعلیمیں ملی ہیں در حقیقت

ظلی طور پر

ملی ہیں۔ کیونکہ وہ تمام تعلیمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لی گئی ہیں ان کی کتابوں میں اگر کوئی اچھی تعلیم پائی جاتی ہے تو وہ ہمارا مال ہے اگر آدم نے کوئی اچھی بات بیان کی ہے یا نوح نے کوئی اچھی بات بیان کی ہے یا ابراہیم کے صحف میں کوئی اچھی تعلیم ہے یا موسیٰ کی کتاب میں کوئی اچھی تعلیم ہے یا داؤد کی زبور میں کوئی اچھی تعلیم ہے یا حزقیل کے صحیفوں میں کوئی اچھی تعلیم ہے یا مسیح کی انجیل میں کوئی اچھی تعلیم ہے تو در حقیقت وہ سب مال مسلمان کا ہی ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن اخذھا حیث وجدھا یعنی علم و حکمت کی ہر بات مسلمان کی کھوئی ہوئی چیز ہے وہ جہاں سے بھی ملے اسے لے لینی چاہئے۔ یعنی جو بھی اچھی تعلیم ابراہیم کے صحف میں پائی جاتی ہے یا موسیٰ کی کتاب میں پائی جاتی ہے یا داؤد کے اقوال میں پائی جاتی ہے یا مسیح کے اقوال میں پائی جاتی ہے۔ در حقیقت ظلی طور پر ہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مال کا حصہ ہیں وہ مسلمان کا مال ہے اور وہ جہاں بھی ملے اسے لے لینا چاہئیے۔ اگر کسی کی بکری گم ہو جائے اور وہ کسی جنگل میں نظر آ جائے تو کیا کوئی شخص اسے جانے چھوڑ دے۔ وہ فوراً اسے کان سے پکڑ کر اپنے گھر میں لے آئے گا کیونکہ وہ اسی کا مال ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن

ہر اچھی بات ہے جو کسی مذہب میں پائی جاتی ہے اصل میں وہ تمہاری ہے وہ کسی غیر کی چیز نہیں بلکہ تمہاری اپنی کھوئی ہوئی چیز ہے اور تمہارا فرض ہے کہ تمہیں جہاں بھی کوئی ایسی چیز ملے اسے فوراً لے لو۔ روزوں کے متعلق بھی گو قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے کہ سارے نبیوں کو اس کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر در حقیقت پہلے نبیوں کو یہ حکم اس لئے ملا تھا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ملنے والا تھا۔ پس یہ بھی محمدی مال ہے اور مسلمانوں کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ انہیں جو بھی اچھی چیز ملے خواہ یہودیت میں ملے یا عیسائیت میں ملے۔ چین میں ملے یا جاپان میں ملے وہ اسے لے لیا کریں۔ کیونکہ اصل میں وہ مال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کا ہے۔ پس ہماری

جماعت کے دوستوں کو چاہئیے کہ

وہ ان دنوں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں اور زیادہ سے زیادہ اس کی برکات حاصل کرنے کی کوشش کریں ٭